پاکستان نیوز ہیڈ لائنز 5 اکتوبر 2018

-پاکستان کی معیشت کو بچانے کے لیے پی ٹی آئی حکومت کی کوششیں بے ثمر ثابت ہوں گی

-پاکستان کی خارجہ پالیسی اب بھی امریکی مفادات کی خدمت گزاری پر مبنی ہے

-کرنسی کے حوالے سے اسلامی احکامات کے عدم نفاذ کی وجہ سے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر وقت کرنسی کے بحران کا خطرہ موجود رہتا ہے۔

تفصیلات:

پاکستان کی معیشت کو بچانے کے لیے پی ٹی آئی حکومت کی کوششیں بے ثمر ثابت ہوں گی

یکم اکتوبر 2018 کو ڈان اخبار نے خبر شائع کی کہ پچھلے مالی سال کے اختتام پر پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر 9.79 ارب ڈالر سے کم ہو کر 9.03 ارب ڈالر ہو گئے ہیں جو کہ بمشکل دو مہینے کی درآمدات کی ضروریات کو پورا کرسکتے ہیں۔ زرمبادلہ کے ذخائر میں 753 ملین ڈالر یا 7.7 فیصد کی کمی تین مہینوں سے بھی کم میں واقع ہوئی ہے کیونکہ برآمدات اور بیرون ملک سے آنے والی ترسیلات زر میں کمی آئی جبکہ اس کے مقابلے میں درآمدات اور کرنٹ اکاونٹ کے خسارے میں اضافہ ہوا۔ جولائی-اگست میں اشیا اور خدمات کی برآمدات، اور بیرون ملک سے آنے والے ترسیلات زر کے ذریعے مجموعی طور پر 8.921 ارب ڈالر آئے۔ اس کے مقابلے میں اشیا اور خدمات کی درآمدات پر مجموعی طور پر 11.579 ارب ڈالر خرچ ہوئے۔ اس طرح کرنٹ اکاؤنٹ میں 2.66 ارب ڈالر خسارے کا سامنا رہا۔ اس مالی سال کے تین مہینے بھی پورے نہیں ہوئے لیکن اس عرصے کے دوران انٹر بینک مارکیٹ میں روپے نے اپنی قدر 2.26 فیصد کھو دی ہے۔ لہٰذا پچھلے 90 دنوں کے دوران معیشت کے حالت خرابی کی جانب گامزن ہے جس میں پی ٹی آئی حکومت کے پہلے 45 دن بھی شامل ہیں۔

پی ٹی آئی حکومت کی جانب سے پیش کی جانے والی تجاویز یا نافذ کیے جانے والے احکامات کی نوعیت کم و بیش اسی طرح کے ہیں جو ان سے پہلے کے "کرپٹ" حکمران کیا کرتے تھے جن میں ترقیاتی فنڈز میں کٹوتی، بیرون ملک سے آنے والی ترسیلات زر میں اضافے کی توقع، جس میں دوسرے ممالک سے سی پیک کے منصوبوں کے نام پر لیے جانے والے قرضے اور ساتھ ساتھ آئی ایم ایف سے قرض لینے کے آپشن کو کھلا رکھنا بھی شامل ہے۔ جہاں تک بیرونی سرمایہ کاری پر انحصار کرنا ہے، تو اس سے حکومت کی فوری ضرورت پوری ہوسکتی ہے، مگر اس سرمایہ کاری پر حاصل ہونے والے منافع کا بیرون ملک جانا مشکلات پیدا کر دیتا ہے جو پہلے ہی دو ارب ڈالر سالانہ پر پہنچ چکی ہے اور اس طرح کرنٹ اکاؤنٹ میں ہمیشہ خسارے کا سامنا رہتا ہے اور جو بڑھتا بھی رہتا ہے۔ جہاں تک ان کوششوں کا تعلق ہے جیسے تیل کی درآمد پر ادائیگی میں تاخیر کی سہولت، تو اس کے نتیجے میں ادائیگیوں کے توازن میں خرابی پیدا ہوتی ہے کیونکہ دیر سے ادائیگی کی وجہ سے ان پر سود دینا پڑتا ہے۔ اور جہاں تک آئی ایم ایف کا تعلق ہے تو اس نے حکومت سے کہا ہے کہ وہ مزید محصولات جمع کرے اور پہلے سے چلنے والے اسٹرکچرل اصلاحات خصوصاً سرکاری اداروں کے حوالے سے اصلاحات کو مکمل کرے تاکہ معیشت مضبوط بنیادوں پر کھڑی ہوسکے۔ آئی ایم ایف کی جانب سے پاکستان کے ایک ہفتے کے دورے پر آئے وفد، جس کی قیادت آئی ایم ایف مشن کے پاکستان میں سربراہ ہیرلڈ فنگر کر رہے ہیں، نے یکم اکتوبر 2018 کو وزارت خزانہ اور فیڈرل بورڈ آف ریوینو (ایف بی آر) کے اعلیٰ حکام سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔

اس طرح اب تک پی ٹی آئی کی حکومت نے اپنے پہلے 45 دنوں میں جو بھی فیصلے کیے ہیں وہ بالکل ویسے ہی ہیں جو ان سے پہلے پچھلی حکومتیں کیا کرتی تھیں اور انہیں فیصلوں کی وجہ سے معیشت کی صورتحال اس قدر خراب ہے۔ یہ ایک بے وقوفانہ عمل ہے کہ وہی پرانی غلطیاں دہرائی جائیں لیکن اس بات کی امید رکھی جائے کہ اس بار نتیجہ مختلف نکلے گا۔ اس بحران سے نکلنے میں پی ٹی آئی کی ناکامی یا گرتی ہوئی معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے کوئی منفرد حل پیش کرنے میں اس کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ جمہوریت میں صرف اور صرف سرمایہ دارانہ معاشی نظام ہی نافذ ہوتا ہے۔ پاکستان کی معاشی مشکلات کے بنیادی وجہ سرمایہ دارانہ معاشی نظام کا نفاذ ہے جبکہ اس میں معاشی طاقت بننے کی زبردست صلاحیت موجود ہے۔

صرف اسلام کا معاشی نظام پاکستان کے معاشی بحران کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے احکامات کے ذریعے حل کر سکتا ہے۔ یہ ہمارا دین ہے جس نے ایک منفرد نقطہ نظر اور طریقہ کار دیا ہے کہ جس کے ذریعے شہریوں پر ان کی صلاحیت سے زیادہ بوجھ ڈالے بغیر ریاست کے لیے زیادہ سے زیادہ محصولات جمع کیے جاسکتے ہیں۔ اسلام منفرد طریقے سے املاک کو تین اقسام میں تقسیم کرتا ہے: نجی، ریاستی اور عوامی۔ توانائی اور معدنی وسائل جیسا کہ تیل، گیس، بجلی، تانبہ اور لوہا عوامی اثاثے ہیں اور ان کے ذریعے اربوں ڈالر کی دولت حاصل ہوسکتی ہے۔ عوامی اثاثوں کو نہ تو نجی ملکیت اور نہ ہی سرکاری ملکیت میں دیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ان سے حاصل ہونے والی زبردست دولت کو ریاست اپنی نگرانی میں لوگوں کے امور پر خرچ کرتی ہے۔ اسلام کے کمپنیوں کے ڈھانچے کے حوالے سے منفرد قوانین جوائنٹ اسٹاک شیئرز کمپنی کی ممانعت

کرتے ہیں اور اس طرح نجی کمپنیاں معیشت کے ان شعبوں میں زیادہ وسیع کردار ادا نہیں کرسکتیں جہاں بہت زیادہ سرمایہ کاری درکار ہوتی ہے جیسا کہ ریلویز، ایوی ایشن، ٹیلی کمیونی کیشن اور بھاری صنعتیں وغیرہ۔ اس طرح اسلامی ریاست معیشت کے ان شعبوں میں کلیدی کردار ادا کرتی ہے اور وسیع دولت جمع کرتی ہے جو لوگوں کے امور پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، اسلام کا اپنا ایک منفرد محصولات کا نظام ہے جس میں تجارتی مال پر زکوۃ، زرعی زمین پر خراج شامل ہے۔ اس کے علاوہ ہنگامی نوعیت کی ضرورت کے لیے درکار رقم صرف معاشرے کے دولت مند طبقات سے ٹیکس کی صورت میں حاصل کی جاتی ہے۔ اور اسلام نے سود اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے امور میں کفار کی بالادستی کو منع فرمایا ہے، جس کے نتیجے میں استعماری اداروں سے تباہ کن قرضے لینے کا دروازہ ہی بند ہو جاتا ہے۔

پاکستان کی خارجہ پالیسی اب بھی امریکی مفادات کی خدمت گزاری پر مبنی ہے

2 اکتوبر 2018 بروز منگل وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کی امریکہ کے قومی سلامتی کے مشیر جون بولٹن اور امریکی سیکریٹری خارجہ مائیکل پومپیو سے واشنگٹن میں علیحدہ علیحدہ ملاقات ہوئی جس میں زیادہ تر افغانستان کے حوالے سے بات چیت ہوئی۔ بات چیت کا پہلا دور وائٹ ہاوس میں ہوا جہاں وزیر خارجہ کی ملاقات جان بولٹن سے ہوئی جو 40 منٹ تک جاری رہی۔ اس کے فوراً بعد وزیر خارجہ امریکی دفتر خارجہ گئے جہاں ان کی ملاقات اپنے ہم منصب سیکریٹری خارجہ سے ہوئی۔ دوسری ملاقات بھی 40 منٹ تک جاری رہی۔ ان دونوں ملاقاتوں میں پاکستان نے اپنے اس عزم کو دہرایا کہ وہ افغانستان میں افغانوں کے ذریعے امن اور مصالحت کے عمل کی حمایت کرتا رہے گا۔ ایک بیان کے مطابق قریشی نے پاکستان کے اس موقف کو دہرایا کہ افغانستان کا کوئی فوجی حل نہیں ہے اور اس بات پر اصرار کیا کہ ہمسائیہ ملک میں امن خطے کے استحکام کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے اس بات پر بھی روشنی ڈالی کہ پاکستان نے افغانستان میں تعمیری کوششوں کے فروغ کے لیے افغانستان-پاکستان ایکشن پلان برائے امن اور یکجہتی کی شروعات کی۔

پاکستان کے بدترین دشمن بھارت کو مسئلہ کشمیر پر اور افغانستان میں اس کے قدم جمانے کے لیے امریکہ کی مسلسل حمایت کے باوجود پاکستان کی سیاسی و فوجی قیادت اب بھی امریکی قیادت کی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لیے ہر جتن کر رہی ہے۔ ستمبر 2018 میں امریکی سیکریٹری خارجہ کے دورہ بھارت کے فوراً بعد جاری ہونے والے مشترکہ اعلامیے میں امریکہ و بھارت نے خطے میں پاکستان کی جانب سے "دہشت گرد" تنظیموں کے استعمال پر تشویش کا اظہار کیا تھا۔ ان دونوں نے پاکستان سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ "ممبئی، پٹھان کوٹ، اُری اور دیگر سرحد پار دہشت گرد کارروائیوں میں ملوث لوگوں کو" انصاف کے کٹہرے میں لائے۔ بھارت و امریکہ کا یہ مشترکہ اعلامیہ پومپیو کے دورہ اسلام آباد کے فوراً بعد جاری کیا گیا تھا جس میں پاکستان اور امریکہ دونوں نے تعلقات کو نام نہاد "ری سیٹ" کرنے پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔

واضح طور پر یہ بات نظر آرہی ہے کہ "تبدیلی" کی حکومت پاکستان کی خارجہ پالیسی میں تبدیلی پر آمادہ نہیں ہے جس کی بنیاد خطے میں امریکی مفادات کی نگہبانی کرنا ہے۔ 9 نومبر 2011 کو عمران خان، جو کہ اب پاکستان کے وزیر اعظم ہیں، نے یہ کہا تھا کہ، "افغان ہمیشہ ہر حملہ آور کے خلاف کھڑے ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے سوویت یونین کے خلاف دس لاکھ جانوں کا نقصان اٹھایا۔ دس لاکھ!"۔ انہوں نے مزید کہا تھا کہ، "بنیادی طور پر یہ جنگ آزادی ہے"

(https://www.newstatesman.com/asia/2011/11/pakistan-khan-interview-party)۔

لیکن آج جب عمران خان پاکستان کے وزیر اعظم ہیں، تو وہ پچھلے "کرپٹ" حکمرانوں کی پالیسی کی پیروی کر رہے ہیں جس کا مقصد افغانستان میں امریکی قبضے کو مستحکم کرنا اور افغان مزاحمت کو مزاکرات کی میز پر بیٹھنے پر مجبور کرنا ہے۔ اور پچھلے حکمرانوں کی طرح موجودہ حکمران بھی افغان جہاد کی حمایت نہیں کر رہے تاکہ امریکہ کو بھی ہمارے خطے سے ویسے ہی ذلیل ورسوا کر کے نکالا جاسکے جیسا کہ ماضی میں سویت یونین اور برطانوی استعماری راج کو ذلیل ورسوا کر کے نکالا گیا تھا۔

یہ بات بغیر کسی شک وشبہ کے ثابت ہو چکی ہے کہ "تبدیلی" جمہوریت میں ظہور پزیر ہو ہی نہیں سکتی۔ جب جمہوری سیاستدان اقتدار میں نہیں ہوتے تو ان کا موقف مسلمانوں کے موقف کے مطابق ہوتا ہے جو کہ اسلام کی بنیاد پر ہوتا ہے، لیکن جب یہ اقتدار میں آجاتے ہیں تو بغیر کسی شرم کے امریکی احکامات پر عمل شروع کر دیتے ہیں۔ جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وحی کی بنیاد پر حکمرانی بحال نہیں ہوتی پاکستان کی خارجہ پالیسی میں کوئی "تبدیلی" نہیں آئے گی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا،

هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

"وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس (دین) کو (دنیا کے) تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ کافر ناخوش ہی ہوں" (التوبۃ:33)۔

یہی وجہ ہے کہ حزب التحریر نے مقدمہ دستور کی شق 188 میں خارجہ پالیسی کے حوالے سے اس اصول کی تبنی کی کہ "اسلامی دعوت کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہی سیاست کو محور ہے جس کے گرد خارجہ سیاست گھومے گی اور اس کی بنیاد پر ریاست دوسری ریاستوں کے ساتھ تعلقات استوار کرے گی"۔

کرنسی کے حوالے سے اسلامی احکامات کے عدم نفاذ کی وجہ سے موجودہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر وقت کرنسی کے بحران کا خطرہ موجود رہتا ہے۔

پچھلے نو ماہ میں روپیہ تقریباً 20 فیصد اپنی قدر کھو چکا ہے۔ اس بات کے امکانات موجود ہیں کہ روپیہ مزید اپنی قدر کھو دے گا۔ پاکستان کوئی واحد ملک نہیں ہے جس کی کرنسی اپنی قدر کھو رہی ہے لیکن پاکستان اور ترکی ابھرتی ہوئی معیشتوں میں وہ دو ممالک ہیں جو کرنسی کی قدر میں کمی کا سامنا کر رہے ہیں۔ پاکستان کے معاملے میں روپے کی قدر کھونے کہ بنیادی وجہ بیلنس آف پیمنٹ کا بڑھتا خسارا ہے۔ پاکستان کو فوری طور پر 20 ارب ڈالر کی ضرورت ہے تا کہ وہ بیرونی ادائیگیوں پر ڈیفالٹ نہ کر جائے۔
1980 کی دہائی میں لاطینی امریکہ کے قرضے کے بحران کے بعد سے دنیا بھر میں بہت زیادہ تواتر سے کرنسی کے بحران پیدا ہو رہے ہیں بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ جب سے کاغذی کرنسی کا اجرا شروع ہوا ہے کرنسی کا بحران آئے دن سر اٹھاتا رہتا ہے۔ کچھ رپورٹس کے مطابق دنیا اوسطاً ہر 19 ماہ بعد ایک کرنسی کے بحران کا سامنا کر رہی ہے۔ کیونکہ موجودہ کاغذی کرنسی کی اپنی کوئی قدر نہیں ہوتی لہٰذا اس کی قدر میں اچانک اضافہ یا کمی ہو جانا ایک عام بات ہے۔ کرنسی کی قدر میں اس اتار چڑھاؤ کی وجوہات میں کمزور معاشی اشاریوں سے لے کر قیاس آرائیاں تک شامل ہیں۔ مالیاتی و معاشی عدم توازن، معاشی ٹھراؤ اور بہت زیادہ قرضے کمزور معاشی اشاریے ہوتے ہیں جس کی وجہ سے کرنسی آخر کار اپنی قدر کھو دیتی ہے۔
اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ کاغذ دولت نہیں ہے۔ جب دنیا مالیاتی معاملات کے لیے دھاتی پیمانے کو استعمال کرتی تھی تو وہ دور معاشی خوشحالی اور مالیاتی استحکام کو دور تھا۔ سونا اور چاندی کا نظام کرنسی کے مخصوص تبادلے کی شرح کا تعین کرتا تھا کیونکہ ہر ملک قیمتی دھات کو کرنسی کے طور پر استعمال کرتا تھا اور اگر کاغذ کو استعمال کیا بھی جاتا تھا تو اس کے پیچھے دھات کی مکمل پشت پناہی موجود ہوتی تھی جسے دے کر کبھی بھی قیمتی دھات حاصل کی جا سکتی تھی۔ مثال کے طور پر برطانیہ کے ایک پاونڈ کی قیمت ایک پاونڈ چاندی کے وزن کے برابر ہوتی تھی۔ اس طرح امریکی ڈالر کی پشت پر سونا اور روپے کی پشت پر چاندی ہوتی تھی۔ یہ نظام مالیاتی یونٹ کی قدر میں اندرون ملک اور بین الاقوامی سطح پر تجارت میں استحکام کا باعث ہوتا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ 1910 میں سونے کی قیمت تقریباً وہی تھی جو 1890 میں تھی۔ اس صورتحال کی وجہ سے مختلف ممالک کے درمیان کرنسی کے تبادلے کی شرح ایک ہی رہتی تھی کیونکہ ان سب کے پیچھے ایک ایسی قیمتی دھات تھی جس کی قیمت سے ہر ایک آگاہ تھا۔ اس وجہ سے اندرون ملک اور بیرون ملک مالیاتی یونٹ یعنی کرنسی کی قدر میں استحکام رہتا تھا۔ کرنسی کے بحران کا حل یہ ہے کہ اسی قیمتی دھاتوں کے نظام پر واپس جایا جائے جس کی وجہ سے کرنسی کی شرح تبادلہ میں استحکام اور معاشی خوشحال تھی۔
آج دنیا میں حقیقی معاشی سرگرمیوں، یعنی خوراک، کپڑوں، گھروں، مشینری اور دیگر چیزوں کی خرید و فروخت، کے لیے ضرورت کے مطابق سونا و چاندی موجود ہے۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام میں سودی قرضوں، فریکشنل ریزرو بینکنگ، اسٹاک مارکیٹ اور فیوچر مارکیٹ کی وجہ سے پیدا ہونے والی کرنسی کی طلب کو سونا و چاندی کی رسد پورا نہیں کر سکتی۔ اس لیے ریاستوں نے قیمتی دھاتوں کے نظام کو خیر باد کہہ دیا اور اب کرنسی کے پیچھے صرف اس کو جاری کرنے والی ریاست کی طاقت ہوتی ہے جس کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ نوٹ چھاپے جا سکتے ہیں اور اس طرح ہر آنے والا نیا نوٹ اپنے سے پچھلے نوٹ سے کم قدر رکھتا ہے۔
اسلام نے لازمی قرار دیا ہے کہ ریاست کی کرنسی کی پشت پر قیمتی دھات موجود ہونی چاہیے اور اس طرح سے اسلام نے افراط زر یعنی مہنگائی کی وجہ کو اس کی جڑ سے ہی ختم کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ سونے کے دینار جن کا وزن 4.25 گرام ہو اور چاندی کے درہم جن کا وزن 2.975 گرام ہو، بنائیں اور اسے ریاست کی کرنسی قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ہزار سال تک خلافت نے اس مالیاتی نظام کی وجہ سے قیمتوں میں استحکام دیکھا۔ بین الاقوامی تجارت میں سونے اور چاندی کے مالیاتی نظام پر واپس جانے سے بین الاقوامی تجارت میں ڈالر کی وجہ سے امریکہ کو حاصل امتیازی مقام کا خاتمہ ہو جائے گا۔ حزب التحریر نے مقدمہ دستور کی شق 166 میں یہ تبنی کیا ہے کہ، "ریاست اپنی ایک خاص کرنسی آزادانہ طور پر جاری کرے گی اور اس کو کسی غیر ملکی کرنسی سے منسلک کرنا جائز نہیں۔"۔ اور پھر شق 167 میں یہ تبنی کیا کہ، "ریاست کی نقدی (کرنسی) سونے اور چاندی کی ہو گی خواہ اسے کرنسی کی شکل میں ڈھالا گیا ہو یا نہ ڈھالا گیا ہو۔ ریاست کے لیے سونے اور چاندی کے علاوہ کوئی نقدی جائز نہیں۔ تاہم ریاست کے لیے سونا چاندی کے بدل کے طور پر کوئی اور چیز جاری کرنا جائز ہے بشرطیکہ ریاست کے خزانے میں اتنی مالیت کا سونا چاندی موجود ہو"۔ اسی طرح شق 168 میں یہ تبنی کیا کہ، "اسلامی ریاست اور دوسری ریاستوں کی کرنسی کے مابین تبادلہ جائز ہے جیسا کہ اپنی کرنسی کا آپس میں تبادلہ جائز ہے"۔